السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ہمارے گھر میں ایک غیر مسلم ملازمہ ہے توکیا ہمارے گھر کی خواتین کےلئے اس کے ساتھ مل جل کر بیٹھنا، سونا اور کھانا جائز ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اس میں کوئی حرج نہیں اور علماء کے صحیح قول کے مطابق گھر کی خواتین کےلئے اس سے پردہ کرنا واجب نہیں ہے ہاں البتہ یہ ضرور واجب ہے کہ اس سے ایک مسلمان عورت کا سا معاملہ نہ کریں بلکہ اس سے اللہ کی خاطر بغض رکھیں کیونکہ

ارشاد باری تعالی ہے :

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ ٤ ... سورة الممتحنة

''(اے اہل ایمان) تمہارے لئے ابراہیم (علیہ السلام) اوران کے رفقاء (ساتھیوں) میں بہترین نمونہ ہے جب انہوں نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ ہم تم سے اوران (بتوں) سے جن کوتم اللہ کے سواپوجتے ہو، بے تعلق ہیں (اور) تمہارے (معبودوں کے کبھی قائل نہیں ہوسکتے) اورجب تک تم اللہ وحدہ پر ایمان نہ لاو ہمارے اور تمہارے درمیان کھلم کھلا عداوت اور دشمنی رہے گی۔''

اوراہل خانہ پر واجب ہے کہ یہ ملازمہ اگر مسلمان نہ ہو تو اسے اس کے ملک میں واپس بھیج دیں کیونکہ یہ جائز نہیں کہ جزیرۃ العرب میں کوئی یہودی یا عیسائی یا کوئی اور مشرک، خواہ وہ مرد ہو یا عورت باقی رہنے دیا جائے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ انہیں اس جزیرہ سے نکال دیا جائے اور پھر ان امور کو سرانجام دینے کےلئے مسلمان مرد اور عورتیں بہت ہیں۔ مسلمانوں میں ان کا وجود اس اعتبار سے بھی خطرہ سے خالی نہیں ہے کہ اس سے مسلمانوں کا عقیدہ واخلاق بھی خراب ہوتا ہے لہذا جزیرۃ العرب کے تمام مسلمانوں پر یہ واجب ہے کہ وہ خدمت یا دیگر کاموں کےلئے غیر مسلم ملازموں کو نہ رکھیں تاکہ نبی کریم ﷺ کی وصیت پر عمل کر سکیں اور ان بے شمار خطرات ونقصانات سے بچ سکیں جو غیر مسلموں کے ساتھ اختلاط سے مسلمان مردوں اور عورتوں کے عقیدہ واخلاق کو لاحق ہوتے ہیں۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ مسلمانوں کو ان سے بے نیاز ہوجانے کی توفیق بخشے اور ان کے شر سے محفوظ رکھے، انہ جواد کریم۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

مقالات وفتاویٰ

ص 377

محدث فتویٰ